رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

Registered No. L. 77

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم
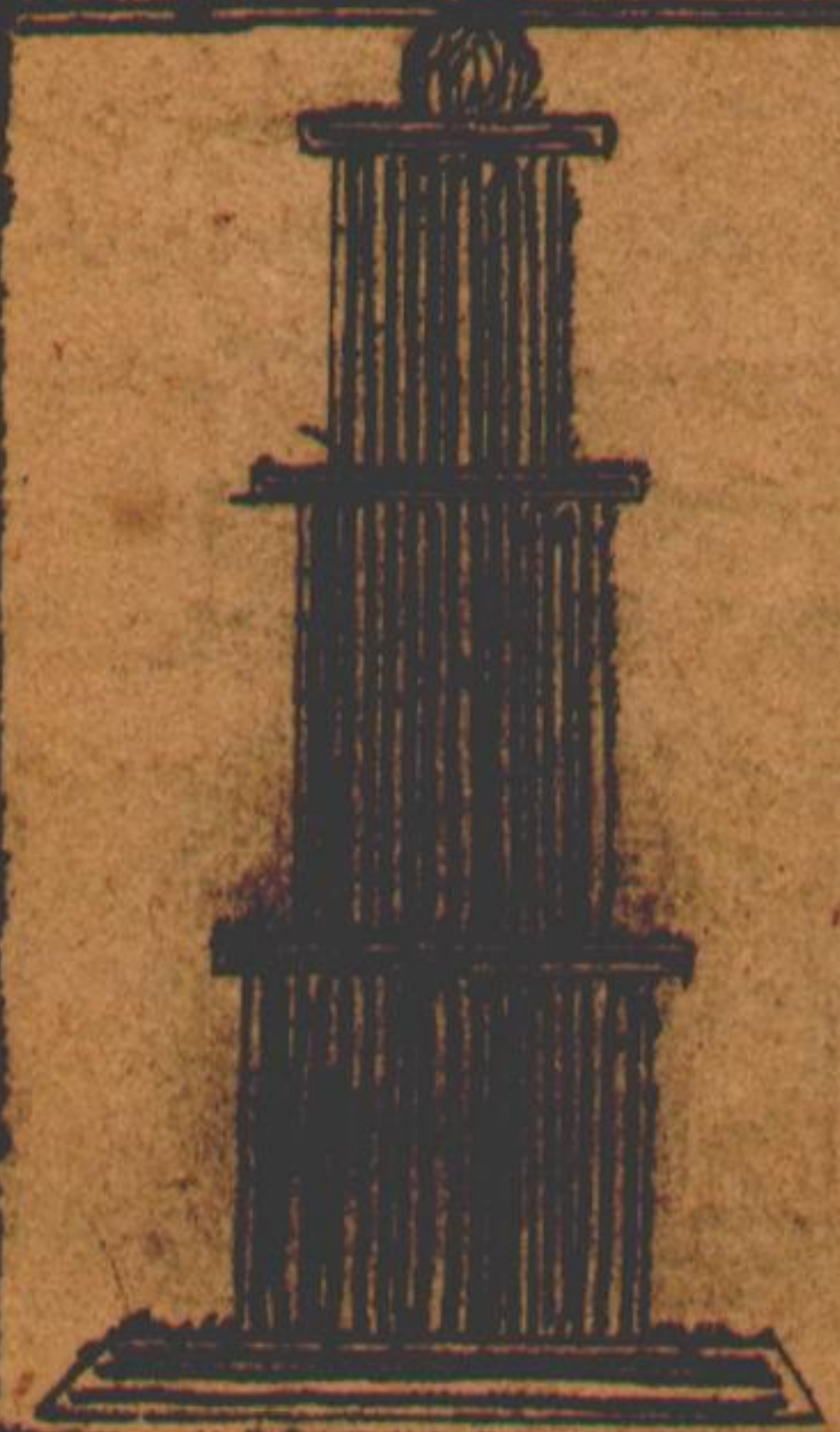
بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ۔۔۔۔۔۔ ۵ر

خواص سے ۔۔۔۔۔۔ ۱۰ر

ہندوستان سے باہر ۔۔۔۔۔۔ ۷ر

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔۔۔۔۔۔ ۳ر ۱۲

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء

جلد ۱۴

ایڈیٹر ۔ شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

چہ گویم با تو گرائی چیادر قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

۳ - شالثاً ۱۰۰ روپیہ زید ممبر نے اصلی سرمایہ میں سے قرضہ لیا اور اس کے ساتھ بحساب فی روپیہ یک ثار یا دو ثار غلہ سالانہ یا ایک نقد رقم زاید یا زاید غلہ خاص سرمایہ زاید نہ سمجھا جاوے۔ بلکہ ایک ایسی رقم جو کسی اپنے مشترکہ کام پر لگائی جاسکتی ہے۔ یعنی ایسی زاید رقمیں حصہ داران میں حسب حصص تقسیم نہ ہوں بلکہ کسی مشترکہ کام پر لگائی جاویں +

۴ - اصل رقم قرضہ پر ایک شرح خاص سے منافعہ لیا جاوے۔ اور وہ منافعہ اس شخص کا حصہ سمجھا جاوے جو قرضہ لینے کی صورت میں اُسے ادا کرتا ہے جب ایسی کل رقمیں جمع ہوگئیں تو ہر ایک حصہ دار نے اپنی اپنی رقم موسوم بہ رقم منافعہ برضامندی خود مشترکہ قرار دیکر خاص سرمایہ زاید میں داخل کی اور پھر اخیر وقت پر حسب حصص خود اُسے تقسیم کرلیا مثلاً زید نے اصلی سرمایہ میں سے ۱۰۰ اور بکر نے ۲۰۰ روپیہ اور خالد نے ما ۱۵۰ قرضہ لیا اور ہر ایک قرضہ گیرندہ نے خاص شرح کا منافعہ سالانہ حسب ذیل ادا کیا

زید	۱۰	کل ۴۵
بکر	۲۰	
خالد	۱۵	

اور یہ ہر ایک رقم خود انہیں ممبروں کی اصلی رقم بھی گئی اور پھر کل ممبران ایسی رقمیں خاص سرمایہ زاید میں منتقل کردیں۔ اور اپنے اصلی چندوں پر انہیں تقسیم کرلیں۔ مثلاً

زاید۔ بمقابلہ اصلی رقوم چندہ	۱۵	میزان ۴۵
بکر " "	۱۲	
خالد " "	۱۸	

۵ - جو ممبر قرضہ لیوے وہ بطریق بیع سلم فصل پر ایک خاص معین نرخ پر غلہ دیدیا کرے اور ایسی رقم جو بمقابلہ نرخ مقررہ کے فصلی نرخ کی وجہ سے زاید حاصل ہو۔ وہ سرمایہ خاص زاید میں شامل ہو کر حصہ داران میں حسب حصص اصلی کے تقسیم ہوتی رہے +

اب سوال یہ ہے۔ کہ

ان سب صورتوں میں سے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے۔ جو ربا یا سود کی تعریف میں آسکتی ہے۔ اور جو اسلامی شریعت یا کسی اضطراری اجتہاد کی وجہ سے جائز قرار دیجاوے جواب دیتے ہوئے بالخصوص یہ بحث زیر غور رہے۔ کہ ایسے سرمایوں یا بنکوں میں سوائے ممبران رجسٹر شدہ چندہ دہندگان کے اور کوئی نیا شخص قرضہ نہیں لے سکتا۔ گویا جن کا اپنا روپیہ داخل ہے وہی اس میں سے کم وبیش صورت میں قرضہ لیتے اور اس پر ایک شئے زاید دیتے ہیں ہر ایک امر کی نسبت جداگانہ جواب معہ مختصر دلایل شرعی فقہی اجتہادی مطلوب ہے بیّنوا توجروا +

المستفتی خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور

اے مرداں بکوشید

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اول کی تحریک پر

خانصاحب محمد حسین خاں صاحب کا خط شایع ہوچکا ہے ابھی تک یہ تحریک پورے طور پر احباب تک نہیں پہنچی۔ مگر مجھے خدا کے فضل سے کامل یقین ہوگیا ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی اور میری دلی آرزو ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ احباب کے قلوب میں یہ جوش پیدا کردے تو اکتوبر تک کسی نوجوان قابل گریجویٹ کی روانگی کا سامان ہوجاوے اور خدا کے فضل سے یہ امر بعید نہیں خانصاحب ممدوح کے بعد میرے مکرم مخدوم منشی ہاشم علی صاحب منصرم بندوبست سردول گڑھ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس مد میں عہ **ایک روپیہ** ماہوار دیں گے منشی ہاشم علی صاحب کو قدرت نے خدمت دین کے لئے ایک فیاض اور پرجوش دل عطا کیا ہے۔ سابق بالخیرات ہونیکی انہیں ہمیشہ آرزو رہتی ہے مجھے آجتک کوئی تحریک یاد نہیں جس میں سب سے اول انہوں نے شمولیت کے لئے قدم نہ اٹھایا ہو۔ ایک متمول اور خوشحال آدمی کے لئے سو پچاس خرچ کردینا اتنا مشکل نہیں ہوتا جس قدر ایک معمولی آدمی کے لئے چند پیسے دینا۔ مگر منشی ہاشم علیصاحب ہر دینی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی ذاتی ضروریات پر وہ دینی ضرورتوں کو مقدم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی **ایک روپیہ** ماہوار کی امداد نہایت قیمتی اور قابل قدر امداد ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ منشی ہاشم علیصاحب کے بعد دوسرا خط میرے مکرم بھائی بابو منظور الٰہی صاحب کا ہے اونہوں نے اس غرض کے لئے **پانچ روپیہ** ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ تحریک جاری ہوگئی ہے اور مجھے امید کرنی چاہئے کہ احباب جلد اس تحریک کو بارور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس وقت تک جو وعدے ہوئے ہیں وہ نیچے درج کردیئے جاتے ہیں۔ تاکہ باقاعدہ حساب رہے یہ یاد رہے کہ اس مد میں کسی بزرگ کو سردست روپیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں یا اگر کوئی صاحب بھیجیں تو وہ حضرت **خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ** کے پاس بھیجدیں +

رقم مطلوبہ

ماہوار اخراجات کیلئے **دو سو روپیہ ماہوار**

وعدے

(۱) خانصاحب محمد حسین خانصاحب	عہ ماہوار
(۲) ایک بزرگ قوم بتوسل ایڈیٹر الحکم	عہ ماہوار
(۳) منشی ہاشم علیصاحب منصرم بندوبست	عہ ماہوار
(۴) بابو منظور الٰہی صاحب سپرداتزر	صہ ماہوار
(۵) ایک نومسلم بتوسل ایڈیٹر الحکم	عا

باقی مطلوب ایک سو بہتر روپیہ ماہوار

پس اس مد میں ایکسو بہتر روپیہ ماہوار کے وعدے آنے چاہئیں۔

رقم برائے سفر خرچ

سات سو روپیہ

(۱) خانصاحب محمد حسین صاحب	ایک سو روپیہ
(۲) بزرگ قوم بتوسل ایڈیٹر الحکم	ایک سو روپیہ

باقی پانچسو۔

اس میں شک نہیں کہ ایسے وقت جب کہ قوم بہت سے چندوں کے بوجھ کے نیچے ہے۔ اور تعمیر بورڈنگ کے لئے زبردست تحریک کی گئی ہے۔ اور اس کیلئے روپیہ کی

اس ہفتہ بھی حکیموں ڈاکٹروں ویدوں کے سارٹیفکیٹ درج کئے جاتے ہیں کیونکہ ایک ہفتہ میں کچھ بھی سارٹیفکیٹ نہیں آ سکتے ہیں

مراسلات

اُستاد سے شاگرد کیسے بڑھ گیا!

مہربان پنڈت جی السعدی کی سعادت بیشک مخزن نسخہ جات اکسیر التاثیر ہے۔ مرض حلقہ بے چشمی خارش دنبل سے ضعف ہضم قبض نزول چشم زکام کھانسی بلغم بیخ تنفس آب دہن وجع المفاصل کا حکمی علاج ہے بندہ نے چار ماہ گزشتہ میں تین شیشیاں منگوا کر استعمال کیں اور امراض مذکورہ پر نہایت مفید ثابت نکلیں۔ ایک روز بندہ نے ایک بوٹی کا پانی نکالا اور اس بوٹی کا اثر ہاتھوں پر ہوا اور سخت خارش ہوئی گویا کسی نے انگیاریاں رکھ دیں۔ فوراً دو منٹ میں درد لگا۔ بندہ نے دس قطرے ملا کر کچھ آرام نہ ہوا تو جھٹ دو تین قطرے امرت کی دھارا کے لگائے گویا خارش بالکل ہوئی ہی نہ تھی۔ فوراً آرام آ گیا۔

ایک دفعہ بندہ کے پاس کوئی دوائی تیار نہ تھی اور نہ ہی کوئی گاؤں نزدیک تھا کہ ایک مریض درد گردہ والا میرے پاس آیا اس وقت ایک شیشی امرت کی دھارا میرے پاس تھی۔ فوراً چھ سات قطرے ڈال کر پلا دیئے اور اتنے ہی قطرے جگر درد پر مل کر اوپر سے پٹی باندھ دیئے۔ فوراً درد کا آرام ہو گیا ایک دفعہ بندہ برائے تحصیل طب استاد صاحب کے ہاں گیا۔ وہاں ایک مریض ہیضہ کا موجود تھا۔ اور اسے قے جاری تھی پینے دوائی دیتے ہی قے کر دیتا تھا۔ بہت حیلے کئے مگر فایدہ نام کو بھی نہ تھا۔ بندہ نے جھٹ جیب سے شیشی امرت کی نکال کر اندازاں کے موافق سے پلا دی سبحان اللہ فوراً آرام ہو گیا۔ اس طرح سے کئی تجربات ہوئے۔ طوالت کے خوف سے ختم کرتا ہوں۔

راقم۔ حکیم محمد زین العابدین عفی عنہ از اخبار ۱۹۰۳

موسم گرما میں

پت پتی سخت تنگ کرتی ہے امیر و غریب ہر وقت کھجلاتے ہی نظر آتے ہیں۔ دوائی کوئی کارگر نہیں ہوتی کیسی ہی سخت خارش کیوں نہ ہو امرت کی دھارا مالش کریں۔ فوراً خارش بند ہو جاوے گی اور ٹھنڈک پڑ جاوے گی۔

ڈاکٹر گوبری مل صاحب لکھتے ہیں میں لکھمن پنڈت جی کے

مشتہر

پنڈت ٹھاکر دت شرما مالک کارخانہ امرت دھارا سلطان الادویہ ویرمالیہ ریگال چوک متی لاہور

پاس آیا اس وقت پت نے مجھے سخت تنگ کر رکھا تھا پاؤں پر اس قدر خارش ہوتی تھی کہ الامان مجھے کھجلاتے دیکھ کر پنڈت جی نے کہا کہ ہم تمہیں آج ایک ویدک دوائی کا کرشمہ دکھلاتے ہیں اور امرت کی دھارا تھوڑی سی لگا دی میں حیران ہوا کہ دس منٹ کے اندر اندر تمام خارش موقوف ہو گئی کوئی بھی ڈاکٹری دوائی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب منشی فاضل ایڈیٹر حکمت لاہور

تحریر فرماتے ہیں۔ امرت کی دھارا بلا مبالغہ آب حیات ہے۔ آب حیواں کی طرح دائمی زندگی نہیں بخشتی مگر وہ مصنوعی مریضوں کے حق میں مسیحائی اعجاز دکھاتا ہے۔ ان کو جو چارپائی سے پڑے موت کو فراق نامہ لکھا کرتے ہیں منٹوں میں تندرست توانا بنا دیتا ہے۔ آب حیات سے کم رتبہ نہیں میں اسے اکثر امراض پر استعمال کرتا ہوں اور حیرت ہوتا ہوں مجھے شیخوپورہ سے قریباً نصف پرتنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور تیر بہدف پایا ہے۔ خدا پنڈت صاحب کو اس مفید ایجاد کے بدلے میں ضرور کوئی رنگ کھلاوے گا اور ہم لوگوں کا فرض ہے کہ پنڈت صاحب کی اس ایجاد کی قدر کریں اور ہاتھوں ہاتھ خریدیں۔

جناب حکیم مولوی محمد عبد الحکیم صاحب چشتی

مقیم کل پور ڈاکخانہ کپی گولا ضلع پوریہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شیشی امرت کی دھارا آپ کے ایجنٹ ... سے منگایا اور بیکار تاثیر پایا جس کا انتہا نہیں میں کہاں تک لکھوں پہلے ہی نہیں چالیس بیکار اس طرح کے عارضہ شدید و فعہ ہوتے لہذا گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر تین شیشی امرت کی دھارا معروفت حکیم ... روانہ فرمایئے۔

ہاتھی پر سے گر کر ٹوٹ گیا

آپ کے یہاں سے قبل ایک شیشی امرت کی دھارا منگوائی تھی۔ حقیقت میں اس کو اکسیر اعظم آب حیات کہوں۔ حق تو یہ ہے میری زبان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس کی تعریف کر سکوں لاجواب ہے لال اور لعل پر کیسر ہے ہمارے یہاں ایک فیل بان کا ہاتھ ہاتھی پر سے گر کر ٹوٹ گیا تھا۔ ہم نے روئی میں تر کر کے اس کے ہاتھ کو چاروں طرف لپیٹ کر باندھ دیا اور قطرہ قطرہ دس دس منٹ بعد ٹپکاتے تھے خدا کے فضل سے اور آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا

خط و کتابت و تار کا پتہ اتنا لکھنا کافی ہے

امرت دھارا لاہور

ہے۔ تین چار روز میں بالکل تندرست ہو گیا۔ ہڈی بالکل چور ہو گئی تھی۔

دوسرے چند ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا وہ بھی میرے پاس آیا ہم نے زخم نشتہ پر دو تین قطرے مالش کر دیئے اور تھوڑی دیر بعد کسی قدر ٹھیک معلوم ہوا خدا کے فضل و کرم سے وہ بھی اچھا ہو گیا میں اور دیگر لوگ سب آپ کے مشکور ہیں۔ خدا آپ کو اس کا اجر عظیم دیوے اور آفرین ہے آپ کی اس عقل و دانش پر کہ ایسی اکسیر اعظم دوائی ایجاد فرمائی۔ اور اس پر لطف یہ کہ قیمت بہت ہی کم۔ گویا مفت لہذا امید کرتا ہوں کہ ایک شیشی اور امرت کی دھارا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل روانہ فرماویں اور دیگر مریضوں پر بھی آزمایا گیا۔ جیسے درد کان۔ درد سر۔ دمہ۔ طحال و سوزاک۔ کان سے ریم (پاک) جاری ہونا۔ یہ سب بیماریاں فی الفور دو تین گھنٹہ میں آرام ہو جاتی ہیں۔

راقم۔ ڈاکٹر ایم۔ ایم سید محبوب حسین خاں بہادر از مقام مولت۔

جناب علی اکبر خان صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ منتظم

از قصبہ گنجوہ ضلع کرنال تحریر فرماتے ہیں۔ جناب پنڈت جی صاحب ہمیشہ ہو جیو مہربانی آپ کی بتسلیم مزاج شریف میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے جو ایک شیشی امرت کی دھارا منگائی اس کا استعمال کیا اور کئی مریضوں پر بلا اجرت کے کیا از حد مفید پایا۔ اس میں کوئی شبہ باقی نہیں ہے کہ یہ ایک قابل قدر چیز ہے اور پبلک کو لازم ہے کہ اس عجیب و غریب چیز کو نظر قدر سے دیکھیں اور اس کی قدر کریں اور خدا سے دعا ہے کہ آپ کے کارخانہ کو روز افزوں ترقی ہو۔

بڑی بھاری اکسیر دوائی ہے

جناب وید راج جی مہاراج تسلیم

آپ نے جو امرت کی دھارا ارسال کی تھی اس کا استعمال کیا جتنا آپ نے اس کا فایدہ لکھا ہے واقعی تیر بہدف ہے جس جس مرض پر دی کبھی خطا نہیں کی۔ اسہال۔ قے۔ قولنج۔ کھانسی بخار خاص پر بھی استعمال کیا بہت فایدہ ہوا۔ درد سر۔ درد پیٹ۔ ذات الجنب۔ زکام پر بہت ہی فایدہ ہوا۔ یہ ایسی بھاری اکسیر دوائی ہے جس کی قیمت کا کچھ اندازہ ہی نہیں۔

راقم۔ بھاگ مل حکیم نوشہرہ سجا سنگھ والا تحصیل و ضلع گوجرانوالہ

قیمت

سالم شیشی ۱عہ ملہ کی چھوٹی شیشی حصہ ۸

آسمانی مسیح اور اسکا رفیق

اور

گورنمنٹ - اور ہم - او بٹالوی

(نمبر ۳)

اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے موقعوں سے واقف تھا اور اس نے اپنے بندہ کو پہلے سے مطلع بھی کر دیا تھا کہ ایسی کوششیں ہونگی۔ مگر ان کوششوں کا انجام نری نامرادی ہی تھی اب جب تک شیخ بٹالوی ان لوگوں کی فہرست سے نہ نکلے جو محض ان کی وجہ سے اس سلسلہ میں آنے سے باز رہے یا جنہوں نے داخل ہو کر پھر ارتداد کیا۔ اس وقت تک ان کے ماتھے پر یہ ناکامی کے کلنک کا ٹیکا نمایاں ہی رہے گا۔

امر دوم کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ کیا فی الحقیقت براہین کا ریویو کرتے میں انہوں نے دھوکا کھایا۔ یا اب پبلک کو دھوکا دے رہے ہیں۔

مولوی صاحب جانتے ہیں۔ کہ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس سے فائدہ اٹھا کر یہ کہنے کی جرأت کر بیٹھے ہیں۔ کہ ریویو براہین کے وقت انہوں نے دھوکا کھایا۔ علاوہ بریں وہ جانتے ہیں۔ کہ اس ریویو کو پڑھا ہی کتنے آدمیوں نے ہوگا۔ یا اب کون اس کی پڑتال کریگا۔ اس لئے میری یہ بات شاید میرے لئے سپر کا کام دے سکے۔ مگر ناظرین جب ریویو کے متعلق مولوی صاحب کی تحریریں پڑھیں۔ تو انہیں حیرت ہوگی۔ کہ مولوی صاحب بڑی صفائی کے ساتھ اس وقت پبلک کی آنکھوں میں گرم ریت ڈال رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے جس وقت ریویو لکھا تھا۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب مغفور کے حالات وخیالات سے واقفیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا۔

"مولف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی اور شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔ اس زمانہ سے آجتک ہم میں ان میں خط وکتابت۔ ملاقات۔ مراسلات برابر جاری رہی ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے۔"

اب جو شخص حضرت اقدس کے حالات سے اسقدر واقفیت کا مدعی ہو۔ اور اس کے بعد اس کی تصنیف پر ریویو کرتا ہے۔ بعد میں اس کا یہ کہنا کہ ہمیں دھوکا ہوا دانشمند پبلک کے غور کے قابل ہے۔ اس سے حضرت مغفور کی کتاب یا خود آپ کی ذات پر تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا لیکن جو شخص باوجود اس قدر دعوی واقفیت کے دھوکا کھاتا ہے۔ اس کی آئندہ تحریروں پر اعتماد کرنے کی کونسی وجہ ہو سکتی ہے۔ کیوں پھر یہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ کہ اب جو کچھ وہ کہتا ہے۔ وہ بھی فریب خوردہ حیثیت سے کہہ رہا ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ اس کی موجودہ حالت ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اور یوں بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ریویو تو اس کا صحیح علم پر مبنی تھا۔ اور اب ناواقفیت کا نتیجہ ہے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ بلکہ ہمارے اس دعوی کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ جب اسی ریویو میں یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے متعلق نکتہ چینی کرنے والوں کو وہ پولیٹیکل نکتہ چین ہوں یا مذہبی نکتہ چین۔ کفران نعمت کرنے والا ٹھہراتا ہے۔ اور وہ بھی سرسری طور پر نہ بلکہ لکھتا ہے۔

"ہماری تحقیق وتجربہ۔ یقین ومشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں مذہبی ہیں خواہ پولیٹیکل۔ از سرتا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکا دہی پر مبنی ہے۔"

اب ہمارے یہ نکتہ چین اور اپنے ہی الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق کفر نعمت کرنے والے بٹالوی بزرگ بتائیں۔ کہ جس حال میں حضرت مغفور کے متعلق تحقیق۔ تجربہ اور مشاہدہ اور یقین سے کام لیکر لکھ چکے ہیں۔ جو کچھ کہ انہوں نے ریویو میں لکھا ہے۔ اب محض امکانی لکھکر اپنی بریت کرنا اور یہ کہہ کر کہ ہمیں دھوکا دیا۔ لوگوں کو مغالطہ دینا ان کی شان سے بعید ہونا چاہئے۔

یا تو ان کی ڈکشنری میں الفاظ تحقیق۔ تجربہ اور مشاہدہ اور یقین کے معنے محض دھوکا ہیں۔ اور یا اب پبلک کو دھوکا دینے سے پرہیز نہیں کرتے۔ اس قسم کی ناسزا حرکات

کیا بٹالوی کامیابی کی دلیل ہو سکتی ہیں؟

ہرگز نہیں۔

یہ امر تو ان واقعات سے ہاں خود مولوی صاحب کی اپنی ہی تحریروں سے صاف ہو گیا۔ کہ ریویو کے وقت انہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا۔ بلکہ اب وہ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے خود دھوکا دے رہے ہیں۔ رہا اس کا دوسرا حصہ کہ انہوں نے ریویو کے ذریعہ سے پبلک میں اعتبار جمایا۔ اگر مولوی صاحب کی رائے کی ایسی ہی وقعت اور پبلک میں ایسی ہی قبولیت حاصل تھی۔ تو چاہئے تھا۔ کہ اس ریویو کے بعد امرتسری اور لودہانوی گروہ مکفرین اور منکرین کا اپنے کفر وانکار سے توبہ کر لیتا۔ اور اسے شائع کر دیتا۔ برخلاف اس کے وہ اپنے جوش میں اور غضب میں بڑھتے گئے۔ وہ گروہ کونسا ہے۔ جس نے محض اشاعت السنہ کے ریویو کی وجہ سے

اپنی بدظنی کو دور کیا۔ واقعات تو یہ بتاتے ہیں کہ اشاعت السنہ کا مولف تو خود بدظنی کا شکار تھا۔ پھر دوسروں کی وہ بدظنی کیونکر دور کر سکتا تھا۔ اور خود اشاعت السنہ کی اپنی قبولیت کی یہ حالت تھی کہ میرا خیال ہے کہ پانچسے زیادہ غالباً اس کی کبھی خریداری نہیں ہوئی۔ اور ہر سال خریداروں کی خدمت میں مولف کا دردناک نوحہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ جب ایسی حالت اور صورت ہو۔ تو اشاعت السنہ نے کس اعتبار کو قایم کرنا تھا؟

(باقی آیندہ)

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۲) غرض پرنسپل کے تقرر کا سوال بطور بنیادی پتھر کے قایم ہوا جب انگریزی پرنسپل کے تقرر کے سوال میں ناکامی ہوئی تو بعض اخبار نویسوں نے جنکا فرض قوم کی بہتری و رہنمائی تھی۔ مختلف رنگوں میں کالج کی خرابیاں بیان کرنے کا گویا اجارہ لے لیا۔ اگر محض اصلاح مقصود ہوتی۔ تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتیں تھیں مگر کہا جاوے کہ ان بزرگوں نے تو اسلامیہ کالج اور اس کے پرنسپل کو فٹبال بنا لیا مجھے ضرورت نہیں کہ میں کسی ایک یا دوسرے اخبار نویس کا نام لیکر صراحت کروں۔ ان اخبارات میں جب کالج کے متعلق مضامین کا سلسلہ شروع ہوا تو لڑکوں میں پرنسپل صاحب کے متعلق **قابل نفرت خیالات کا پیدا ہونا** یقینی امر تھا۔ اور اس طرح پر اخبارات میں کالج کی خرابیوں اور نقایص پر مضامین کا لکھنا دوسرا باعث تھا۔ اور اس طرح پر بالواسطہ لڑکوں کو یہ سکھایا گیا کہ وہ اپنے تئیں بجائے ایک پارٹی کی اغراض کو پورا کرنے کا ذریعہ بنیں۔ میری اس رائے سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کی جاوے کہ لڑکوں کو سٹرائک کرنے پر آمادہ کیا گیا بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اس قسم کے مخالفانہ مضامین محرک ہو گئے کہ لڑکے سٹرائک کردیں۔

تیسرا سبب انہیں اسباب کے ذیل میں ایک ایسا طالبعلم بھی کالج میں داخل ہو گیا جو غالباً گذشتہ سال گورنمنٹ کالج لاہور میں فتنہ کا موجب ہوا تھا۔ اور آخر وہاں بھی سٹرائک کی صورت نمودار ہوئی۔ اور صرف احمدی طلباء اس سے الگ رہے تھے۔ یہ لڑکا اسلامیہ کالج میں ایک معزز آدمی کی سپارش پر . . . داخل کیا گیا تھا۔ جو گورنمنٹ کالج میں اسکے سکنڈل کے وقت اسکا حامی تھا۔

مجھے علم ہے کہ پرنسپل صاحب نے اس لڑکے کو لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اسی معزز آدمی نے اسلامیہ کالج میں اپنی خفت کو دور کرنیکے لئے اسے داخل کرا دیا۔ اس میں شک نہیں کہ پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج نے اول اُسے لینے سے انکار کیا۔ لیکن اگر وہ اپنے اس انکار پر کسی کی وجاہت اور تعزز سے متاثر ہوئے بغیر قایم رہتے تو غالباً اسلامیہ کالج میں سٹرائک کا واقع نہ ہوتا۔ مگر انہوں نے محض اس خیال سے کہ ایک نوجوان مسلمان کی عمر ضایع ہوتی ہے اور ایک شریف اور معزز آدمی سپارش بھی کرتا ہے اُسے کالج میں لے لیا۔ اور بدقسمتی سے یہ طالبعلم بی۔ اے میں فیل ہو گیا اور اُسے پرنسپل کو بدنام کرنے اور اس کینہ کا انتقام لینے کا جو بوجہ انکار داخلہ کے دل میں تھا موقعہ مل گیا۔ اور طلباء کیساتھ ملکر اس انتقام کو

سٹرائک کی صورت میں ظاہر کر دیا

سٹرائک کے اور وجوہات اور اسباب بھی ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ طلباء کی بعض جائز شکایات بھی تھیں مگر یہ بات کسی دانشمند اور سلیم الطبع انسان کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنی جائز ضروریات کے مطالبات کو بغاوت اور سرکشی کے رنگ میں پورا کرانے کی کوشش کریں۔

ازادی خیال نے اس زمانہ میں مطالبات کے پورا کرانے کی یہ سبیل مغرب سے ہندوستان میں پہنچادی ہے۔ مگر ایک **مسلمان** اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام تو نام ہی **فرماں برداری** کا ہے۔ مسلمان طالبعلموں میں سٹرائک کا خیال پیدا ہونا جس قدر **قابل شرم** اور موجب **نفرت** ہو سکتا ہے اس کے ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

غرض سٹرائک ہو گیا۔ سٹرائک کے حالات جو کچھ اخبارات میں شایع ہوئے ہیں وہ ناظرین پڑھ چکے ہیں مجھے افسوس ہے کہ واقعات کے اظہار میں بھی ایسی صورت اختیار کی گئی ہے جس سے انجمن کے بعض ممبروں یا پرنسپل کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکے۔

چونکہ انسان بدی کی طرف متوجہ ہونے میں جلدی کرتا ہے اسلئے سب کے سب لڑکے اس میں شامل ہو گئے۔

مگر احمدی طلبا الگ رہے۔

سٹرائک کرنے والے طلباء کا لیڈر وہی عبدالحق نام لڑکا تھا جسکا ذکر اوپر ہوا ہے۔

احمدی طلباء کی وفاداری اس عبدالحق اور رائس کے رفقاء نے یا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ کالج کے کل طلباء نے پورا زور لگایا کہ احمدیوں کو اپنے ساتھ ملالیں۔ مگر چونکہ وہ مذہبی طور پر اس کو **بغاوت** یقین کرتے تھے جس سے الگ رہنے کا عہد اونہوں نے اپنے **امام** کے ہاتھ پر کیا ہوا تھا اس لئے

خدا کے فضل سے وہ اس پر قائم رہے

احمدی طلباء نے پہلے ہی دن پرنسپل صاحب کو زبانی اطلاع دے دی تھی مگر دوسرے دن اونہوں نے پسند کیا کہ بذریعہ درخواست اپنی علیحدگی کا اظہار کر دیں۔

احمدی طلباء کا خط انکے پرنسپل کے نام۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خط اونہوں نے صاحب پرنسپل کالج کی خدمت میں لکھا۔ جناب والا۔ ہم تمام احمدی طلباء اسلامیہ کالج جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے اس امر کو آپکے کانشنس نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے رو سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے رو سے اور اُن کے سچے خلیفہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے رو سے ایسے سٹرائکوں میں شامل ہونیسے اس طرح پر بھاگتے ہیں جیسے لوگ طاعون سے بھاگتے ہیں پس ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہم کو ایسے نااہل لڑکوں میں جنہوں نے سٹرائک کیا ہے شمار نہ کریں گے + آپکے نہایت ہی تابعدار شاگرد احمدی طلباء اسلامیہ کالج لاہور +

پرنسپل صاحب نے اس خط کو نہایت مسرت سے پڑھا اور فی الواقعہ یہ خط یاس میں امید کا خوشنما چہرہ تھا۔ اونہوں نے اپنا اعتماد ظاہر کیا اور فرمایا کہ مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم لوگ اس میں شامل نہ ہوگے

اعتذار:۔ میں مضمون نویسی سے معذرت خواہ ہوں کہ انکے مضمون کے لئے ایک صفحہ سے زیادہ گنجایش نہیں نکال سکتا۔ اگرچہ اسکو ایک ہی اشاعت میں ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ تاہم کوشش کیجاویگی کہ اگلی اشاعت میں اسے پورا کر دیا جاوے۔

وباللہ التوفیق

ایڈیٹر

انجمن راجپوتان کے اغراض و مقاصد

(۱) ممالک مغربی شمالی کی ان راجپوتوں کو جو اپنی سادگی کی وجہ سے آریوں کی دہوکا بازیوں اور فریبانہ کارروائیوں کے زیر اثر ہیں۔ اُن کی دستبرد سے بچانا۔ اور اُن میں اسلامی غیرت کی رُوح کا احساس پیدا کرنا۔ اور انکی عام اصلاح کی تدابیر سوچنا تاکہ ارتداد کی عام ہوا سے جو آجکل پھیل رہی ہے وہ محفوظ ہوکر اسلام کی برکتوں سے فیضیاب ہوں۔

(۲) واعظین کے ذریعہ اسلام کا سچا اور اصلی جلوہ اُن کو دکھلانا۔ اور مخالفوں کی بداندیشوں سے جو اُن کو دین و دنیا سے بہرہ کرنیوالے ہیں۔ دین اسلام کی پاک اور روشن حقایق سے آگاہ کرکے محفوظ رکھنا اور اُن مسلمانوں کو جو اسلام کے پاک حقایق سے واقف نہیں ہے صراط مستقیم کے بلند مینار پر کھڑا کرنا۔

(۳) اسلام کے پاک مقاصد اور خود مسلمانوں کی بہبودی کے اغراض کو رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ملک میں پھیلانا اور تہذیب اور شایستگی سے آریوں کے اعتراضوں کا جواب دینا تاکہ ایسی غلطکاریوں سے آگاہ ہو کر شرافت اور انسانیت سے حق الامر پر غور کرنے کی طرف مایل ہوں۔ اور اصلاح انسانی کے پاک اصولوں کو شایستگی سے استعمال میں لانیکے قابل ہوں۔

(۴) گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفادارانہ تعلق رکھتے ہوئے اسلامی کمیونٹی میں ایسی روح پہونکنا کہ اُس کے ادنیٰ و اعلیٰ افراد وفاداری اور نمک حلالی کے پختہ اور مضبوط چٹان کی مجموعی طاقت و قوت سے کھڑی ہو کر ہر رنگ میں استحکام سلطنت کی خدمت بجالانے پر قادر ہوں۔

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہواری گوشوارہ پر ۶ جولائی ۱۹۰۹ء کے الحکم میں مختصر سا ریمارک کیا گیا تھا۔ اس وقت جون ۱۹۰۹ء کا گوشوارہ میرے سامنے ہے۔ میں نے مئی ۱۹۰۹ء کے گوشوارہ پر ریمارک کرتے ہوئے لنگرخانہ کی آمدنی کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ وہ اس مہینے میں پھر مقروض ہو جائیگا۔ آخر یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔ اور لنگرخانہ یکم جولائی ۱۹۰۹ء کو ساڑھے ۲۹۶ روپیہ کا مقروض تھا اور جولائی کے اخراجات شامل کرکے یہ رقم قرضہ کی اور بھی بڑھ جانے کا خطرہ ہے اسلئے میں پھر سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس مد کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ یکم جون کو امین کے ہاتھ میں سترہ ہزار نوسو باسٹھ (۱۷۹۶۲) روپیہ تین آنہ چھ پائی تھا۔ مگر یکم جولائی کو امین کے ہاتھ میں پندرہ ہزار چار سو چوالیس (۱۵۴۴۴) روپیہ چودہ آنہ تہا۔ اس طرح پر نقد بقایا میں اڑہائی ہزار روپیہ کے قریب کمی ہو گئی۔ اور پیشگی جو پہلے سے چودہ ہزار آٹھ سو اناسی روپیہ ۴ آنہ ۳ پائی تھی۔ یکم جولائی کو اس کی تعداد میں تین ہزار اور اضافہ ہو گیا اور پیشگی سالگذشتہ ایکسو اکیاسی روپیہ سات آنہ تین پائی مزید بڑہا ہے یہ انجمن کی مالی حالت کا آئینہ ہے جون کے رسالے کے گوشوارہ سے جولائی کے گوشوارہ کا اگر مدوار مقابلہ کیا جاوے تو قریبًا تمام مدات کی آمدنیوں میں کمی آئی ہے۔ اس لحاظ سے تلافی مافات کی کوشش ہونی ضروری ہے۔ میں ان تمام مدات میں سے پھر لنگرخانہ کی مد کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بہت جلد لنگرخانہ کی مستقل آمد کا انتظام کیا جاوے لنگرخانہ کے اخراجات میں کمی کیلئے یہی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ لنگرخانہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ اناج وغیرہ کا خرید لیا جاوے بہرحال ضرورت اس امر کی ہے کہ لنگرخانہ کیطرف احباب توجہ کریں

انجمن کی ماہوار رپورٹ

انجمن نے ماہوار رپورٹ کا سلسلہ پھر جاری کردیا ہے جو یقینًا مفید ہو سکتا ہے۔ ماہوار رپورٹ میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو مجلس معتمدین میں ضرورت کے وقت ممبر منتخب کرنیکا حق دیا گیا ہے اور سکرٹری صاحب نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ سو سے زیادہ انجمنوں میں سے صرف ایک انجمن کا کام اب تک اس قابل اطمینان حالت کو پہنچا ہے۔

ترجمۃ القرآن کا ۲۹واں پارہ

ترجمۃ القرآن کا انتیسواں پارہ بھی خدا کے محض فضل و کرم سے چند روز میں چھپکر شایع ہو جائیگا۔ اور خریداران ترجمہ کی خدمت میں حسب معمول بذریعہ قیمت طلب روانہ ہوگا۔ ترجمۃ القرآن کی اشاعت میں جو دقتیں تصحیح وغیرہ کی تھیں اُن کے دور کرنے کیلئے خدا ہی کے فضل پر بھروسہ کرکے ایک قابل حافظ صاحب کی خدمات کو سردست حاصل کیا ہے امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محض کرم سے یہ کام انشاء اللہ العزیز آئیندہ عمدگی سے ہو سکیگا۔ اخبار کے متعلق کاتب کے چلے جانے کیوجہ سے جو دقت پیش آگئی تھی وہ بھی اس وقت دور ہو گئی ہے۔ کیونکہ مطبع کو ایک ہوشیار کاتب خدا کے فضل سے بھی مل گیا ہے۔ اس اخبار کا بہت بڑا حصہ اُنہیں کا لکھا ہوا ہے۔ سلسلہ آئینہ احمدی اور انکے مذہب کا جو بند ہو گیا تہا۔ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ جاری کردیا جائیگا وما باللہ التوفیق

مذاہب کی کانفرنسیں

سالگذشتہ میں جو جلسہ مذاہب کلکتہ میں کیا گیا تھا امسال وہ الہ آباد میں قرار پایا ہے جو آخیر دسمبر یا شروع جنوری میں ہوگا۔ بقول اخبار عام کانگرس اور نمائش کے ساتھ اس کی رونق سونے پر سہاگہ کا کام دیگی۔ سال گذشتہ کے جلسہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو مضمون پڑہا گیا تھا وہ نہایت دلچسپی اور شوق سے سنا گیا تہا۔ ایسے جلسوں میں اگر کوئی خاص سوالات مختص ہو جایا کریں اور اُنپر مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے نکتہ اعتقاد سے روشنی ڈالا کریں جیسا کہ مہوتسو کے جلسہ میں ہوا تھا۔ تو ایک مُفید امر ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی برلن میں بھی ایک کانفرنس مذاہب کی ہوگی۔ مذہب کے متعلق دنیا میں تلاش اور تحقیق کا خیال پیدا ہونا اسلام کے لئے نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اس لئے کہ انسان کی روحانی ضرورتوں کا علاج اسلام ہی ہے۔

ممالک غیر میں تبلیغ اسلام

خانصاحب محمد حسین خانصاحب کا خط

غیر پور میرس سندھ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کرم فرمائے بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آج اخبار الحکم مورخہ ۷ جولائی کا وصول ہوا۔ ممالک غیر میں تبلیغ کے بارہ میں آپ نے جو رائے پیش کی ہے۔ کہ ولائت میں کسی گریجویٹ کا بھیجنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ ہمیں بہت ہی پسند ہے۔ اور میں اس رائے کے ساتھ شامل ہوں۔ فی الحال فنڈ کی قلت کے باعث بہترین راہ یہ ہے۔ کہ کسی گریجویٹ کو جس نے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن سے قرآن مجید خصوصاً اور دینیات کی کتابیں پڑھ لی ہوں۔ بھیجا جاوے طالب علم کی رہائش وغیرہ کا خرچ ولائت میں قریباً دو سو روپے ماہوار کا ہوتا ہے۔ اگر احمدی احباب ماہوار کچھ کچھ اس مد میں دیا کریں۔ تو دو سو روپیہ ماہوار کا مہیا ہونا کچھ مشکل نہیں۔

دس روپیہ ماہوار کا چندہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں جو انشاءاللہ تعالےٰ بشرط حیات دیتا رہونگا۔ بلکہ ایک سال کا پیشتر ادا کردونگا۔ اور اخراجات سفر کا پنجم حصہ جو کہ ایک سو روپیہ ہوگا سو وہ بھی میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ ولائت تک پانچسو روپیہ خرچ کرایہ سیکنڈ کلاس کا لگتا ہے۔ اس بارہ میں آپ تحریک میں بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک تحریک میں کامیاب کرے۔ جو گریجویٹ حضرت خلیفۃ المسیح صاحب انتخاب فرمائیں گے۔ وہ انشاءاللہ تعالیٰ ضرور اس لائق ہوں گے۔ کہ تبلیغ کا حق بوجہ احسن ادا کریں۔ درحقیقت ایک صادق احمدی گریجویٹ کا ولائت جانا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ولائت کے لوگوں نے ابتک کامل بکر و اسلام کا دیکھا ہی نہ ہوگا۔ اس لئے ان کو اسلام سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اُمید ہے کہ احمدی گریجویٹ کے جانے سے اسلام کی نسبت ان کے خیالات بدل جائینگے۔ جہاں غیر احمدی نوجوان لغو شغلوں میں اوقات بسر کرتے ہیں۔ اور پالٹیکس میں حصّہ لیتے رہتے ہیں۔ اور دینیات سے کچھ تعلق ہی نہیں رکھتے وہاں احمدی کا ایسی باتوں سے اجتناب کرنا اور فقط دینیات سے تعلق رکھنا اور اشاعت اسلام میں ہی کوشاں رہنا ایک عالم کو حیرت میں ڈالیگا اور انشاءاللہ تعالیٰ باعث فتح عظیم کا ہوگا خوش نصیب وہ جس کے ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے یہ فتح تو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور ہونی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ ہمیں اس کا دیکھنا نصیب کرے۔ زیادہ والسلام

اخبار بدر کے ایڈیٹر صاحب کو بھی میری رائے ناقص میں اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔

سندھ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء بندہ
محمد حسین خان احمدی

حضرت مسیح موعود مغفور کا پُرانا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وائید۔ بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اس بات سے اطلاع دوں۔ کہ مجھ کو خدا تعالےٰ نے اس صدی چاردہم کے سر پر اس قسم کی تجدید کیلئے بھیجا ہے کہ تا وہ فتنہ عیسائیت جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے۔ اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت نہائت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعہ سے فرو کئے جائیں چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے۔

میرا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدائت پر کام کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ پر فرو ہو۔ اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو۔ وہ وہی مجدد ہے۔ جس کا نام آسمان پر مسیح ہے۔ اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان ایمان کے مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھیں۔ اور وہ اس لئے بھیجا جاوے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکے۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے کہ لا المھدی الا عیسٰی۔ اور خدا نے چودہویں صدی کو اس کے لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور کا نظارہ صرف چودہویں رات میں ہوتا ہے۔ اور چودھویں رات کے دونوں طرف انحطاط ہے۔ اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا۔ اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھے گا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہوگا۔ تو اس کو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی موجودہ حالت نے چاہا ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جس کی خدمت کسر صلیب ہے۔ اسکا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ اور جو قوم کے مُردہ قالب میں دوبارہ ہدائت اور ایمان اور تقوٰی کی روح ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہوسکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے۔ اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالات موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مہدی

اور مسیح ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالات موجودہ خود طبعاً مجکو یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر کرتی ہیں تو ہر ایک متقی اور خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہوجاوے۔ اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کرکے یہ خط آپ کی طرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا الحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جائیں۔ ہر ایک روح جو تعصب اور پندار اور خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالےٰ سے گواہی طلب کریگی تو خدا تعالےٰ میری سچائی کی گواہی اس کو دیگا سوائے عزیز خدا سے خوف کرکے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگ۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ جنہوں نے خدا کے مسیح موعود کو پاکر سر اوٹھا کر اسکی طرف نہ دیکھا۔ یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور اُن تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کرسکتے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ از قادیان۔

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق۔ جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس ناپائیدار دنیا سے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے خدا تعالےٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ اپنی معرفت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور اس سعادت سے عمداً محروم نہ رہے۔ جس کے آسمان سے دروازے کھولے گئے ہیں فقط۔

اس خط پر حضرت صاحب نے اپنی مہر لگائی تھی۔ اور اس مہر میں جو الہامی عبارت ہے وہ یہ ہے:۔

اذکر نعمتی التی انعمت علیک۔ غرست بیدی رحمتی وقدرتی بالک۔

ذیل میں عبارت حضرت مولوی نورالدین صاحب کی ہے۔ جو حضرت صاحب کے حکم سے مراسلہ موصوف کے نیچے لکھی گئی کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ صاحب مکتوب الیہ کی مولوی صاحب سے سابقہ معرفت ہے۔ اسلیئے حضرت صاحب نے مناسب خیال فرما کر مولوی صاحب کیطرف سے تھوڑا سا مضمون لکھوا دیا

وہ یہ ہے

خاکسار نورالدین۔ بگرامی خدمت قاضی صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گذارش پرداز سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پس بامتثال امر خاتم النبیین رسول رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین۔ ور دل سے عرض ہے۔ کہ جناب امام الزمان علیہ الرضوان کے ارشاد کو۔ دنیا کی بے ثباتی پر نظر کرکے غور سے پڑہیں۔ اور بجائے اس کے کہ آپ گذشتہ بزرگان کی قبور پر توجہ فرما دیں زندہ امام کے انصار اللہ میں اپنے آپ کو منسلک کردیں سارے کمالات اور الٰہی رضامندی اطاعت میں ہی اور بس۔ نورالدین۔ ۷ شعبان ۱۳۱۷ھ

سٹیشن ماسٹر بٹالہ کی چوری

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں بابو جیون جان صاحب سٹیشن ماسٹر بٹالہ کے ہاں بذریعہ نقب چوری ہوگئی اور چار ہزار دو سو روپیہ کا نقصان ہوگیا۔ بابو جیون جان صاحب نہایت شریف اور خلیق سٹیشن ماسٹر ہیں اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ایسا خلیق اور ملنسار سٹیشن ماسٹر اس سے پہلے بٹالہ سٹیشن پر نہیں آیا۔ جو ہندو اور مسلمان دونوں میں یکساں عزت اور پیار کی نظر سے دیکھا جاوے۔ مگر نہایت ہی تعجب اور افسوس ہے کہ کسی شریر نے خطرناک سازش کرکے انہیں اس قسم کی مالی تکلیف دی ہے۔ بٹالہ کی پولیس نہایت مستعدی سے اس چوری کے سراغ میں مصروف ہے۔ مگر جہانتک مجھے علم ہوا ہے ابھی تک کوئی قابل وثوق سراغ نہیں چلا۔ **پولیس** آفیسروں کو قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں سعی کر رہے ہیں۔ بابو صاحب کی شرافت اور حسن اخلاق کی وجہ سے خصوصاً سخت رنج ہے مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اب تک کوئی سراغ نہیں چلتا۔ **کہیں** لڑکا بغل میں ڈھونڈورا شہر میں + والی مثل نہو۔

اگرچہ پہلے ہی قابل پولیس آفیسر اس سٹیشن پر مامور ہیں لیکن انکی امداد کے لئے بعض اور چیدہ آفیسر بھی بھجدیئے جاویں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ خدا نخواستہ اگر اس چوری کا کوئی سراغ نہ چلا۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ سخت افسوس ناک امر ہوگا۔ چودہری جلال الدین کی مستعد طبیعت خدا کے فضل اور تائید سے کسی بہترین نتیجہ پر پہونچنے کی امید دلاتی ہے +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۰ء کو ملتان آدائے شہادت کے لئے تشریف لے گئے جہاں ۲۶ جولائی کو حضرت ایک طبی شہادت کیلئے طلب ہوئے تھے۔

آپ نے اپنی غیر حاضری کے ایام کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ کو امام مقرر فرمایا +

واپسی پر آپ لاہور میں وہاں کی جماعت کی درخواست پر ایک پبلک لیکچر دینے والے ہیں۔ ملتان میں بھی ایک پبلک لیکچر اسلام اور دوسرے مذاہب پر آپ نے دیا ہے +

۲۔ بارش دوسرے۔ تیسرے بروز ہوجاتی ہے

اطلاع

خریداران الحکم کے نام وی پی بھیجے جارہے ہیں اور وی پی میں وہ پرچے بھیجے جارہے ہیں جو کسی اشاعت کے زائد یا واپس آئے ہوئے پرچہ دفتر میں موجود ہیں۔ مسلسل اور تازہ نمبر معمول کیموافق جاتے ہیں۔ اسلئے یہ یاد رہنا چاہیئے۔ بعض احباب لکھ دیتے ہیں کہ پرانے پرچہ تھا اگر آپ چاہتے ہیں کہ الحکم اپنے فرض کو مستعدی سے ادا کرے تو آپ اسکی اعانت کیلئے ہاتھ بڑھائیں۔ ایڈیٹر

خانہ بدوش اقوام اور حفاظتِ اسلام

پچھلے دنوں پکھی وارہ قوم کیلئے (جو ایک جرائم پیشہ قوم ہے مگر مسلمان کہلاتی ہے) عیسائیوں نے ایک بستی بسانے کا انتظام کیا تھا۔ اس موقعہ پر ہمیں مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی کہ کیوں مسلمان ایسی قوموں کی جو اُن کے اپنے بھائی ہیں اصلاح و فلاح کی فکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو یہ لوگ عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ اِس وقت حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے مسلمانوں کی بہت سی خانہ بدوش قومیں پھر رہی ہیں جو اسلام صرف اتنی بات کا نام جانتی ہیں

شکر ہے الحمد للہ

ورنہ انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ بھی نہیں آتا۔ مسلمانوں کی انجمنوں اور علماءِ اسلام کیلئے یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ اُنہوں نے اپنے مفید جزو کو بیکار چھوڑ رکھا ہے۔ اور انہیں کارآمد بنانے کی کوشش نہیں کرتے علماء کی کوشش تو عموماً مسلمانوں کو کافر بنانے تک ختم ہے (اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ) اُنہوں نے گویا اللہ تعالیٰ سے دوزخ اور بہشت کی چابیاں لے لی ہیں وہ جس کو چاہیں کلید جنت عطا کریں۔ اور جسے چاہیں جہنم میں دھکیل دیں۔ یہ کام صرف اُن کی قلم اور مہر پر موقوف ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرمائیں اور تھوڑے دنوں تک اپنے اختیارات کو (جو کفر و اسلام کے خطابات کے دیئے جانے کے متعلق انہیں خود بخود حاصل ہیں) عمل میں نہ لائیں تو یقیناً ان کا کچھ نقصان نہیں ہوگا مگر مسلمانوں کو اس سے فایدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور دوسری طرف اپنی توجہ وہ اُن قوموں کی طرف پھیر لیں جو خانہ بدوش پھر رہی ہیں۔ اسلام میں یہ قوت اور طاقت بہت زبردست ہے کہ وہ وحشی اقوام کو مہذب اقوام بنا سکتا ہے۔ اس کا تجربہ تیرہ صدیاں پیشتر ہی نہیں ہوا بلکہ آجکل بھی ہو رہا ہے۔ عربوں کی قوم کو اسلام نے کس مقام اور رتبہ تک پہونچایا؟ دُنیا کی تاریخ اُسے بھول نہیں سکتی۔ آج بھی افریقہ کی وحشی اقوام میں جو تہذیب اور شائستگی اسلام نے پیدا کی ہے۔ دوسرا کوئی مذہب اُس کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔

پس ایسی حالت اور صورت میں ان خانہ بدوش اقوام کی اصلاح تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسان امر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ پھر اُنہیں وعظ و نصیحت کے ذریعہ اسلام کی حقیقت عملی رنگ میں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مشکل نہیں ہوگا۔ میں بڑے افسوس اور درد دل سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت حفاظت و اشاعت اسلام کے سوال پر [illegible] نہیں کرتی۔ ورنہ اس وقت اُنہیں بہت بڑے کام کرنے کا موقعہ ہے۔

ان قوموں میں جو خانہ بدوش ہیں۔ **بدو۔ کنگر پکھی وارہ** وغیرہ ہیں) وعظ و اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

ایسے واعظین کی ضرورت ہے جو اُن قوموں میں پھر کر انہیں اسلام کی تلقین کریں۔

اوّل اُنہیں **صحرائی زندگی** اور خانہ بدوشی سے نفرت دلائی جاوے اور ایک جگہ متمدن قوموں کیطرح رہنے کا شوق دلایا جاوے۔ اور اسلام کے ارکان کے عمل در آمد کے لئے انہیں متوجہ کیا جاوے۔ اور رفتہ رفتہ اُن کے پیشہ کی اصلاح کر کے صنعتی اور حرفتی کاموں پر انہیں لگایا جاوے۔ اس طرح پر یہ ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی جو اسلام کے لئے ایک مفید وجود ہو سکتے ہیں۔ کارآمد مسلمان بن جائیں۔

یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ اور ایسے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے جو قلبی وقف اپنی زندگیوں کا کر سکیں۔ اور محنت اور جانکنی سے کام کریں مجھے بار بار اس امر کا افسوس کرنا پڑتا ہے کہ علماءِ دین کی توجہ جو ایسے کاموں کیطرف ہونی چاہیئے تھی۔ وہ دور از کار باتوں میں لگے ہوئے ہیں بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ان قوموں میں باضابطہ کام شروع کیا جاوے۔ اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے کارآمد بنانے کی کوشش کیجاوے۔ اگر مختلف انجمنیں ملکر باضابطہ ایک جماعت مخصوص کر لیں اور وہ مستقل طور پر ان میں کام کرے۔ تو بہت ہی موزوں ہوگا۔ ایڈیٹر الحکم اس مقصد کے لئے مستقل طور پر اس تحریک کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا

جو لوگ ان قوموں میں وعظ کا کام کرنیکے لئے اپنی خدمات دیسکیں وہ از راہ کرم اسے اطلاع دیں۔ ایسا ہی جو لوگ ان فرقوں کے تفصیلی حالات سے واقفیت رکھتے ہوں وہ بھی اگر ایڈیٹر الحکم کو آگاہ کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اجر عظیم دیگا۔ ایسا ہی ان قوموں میں کام کرنیکے طریقوں کے متعلق جو احباب مشورے دے سکیں وہ بھی قابل شکر گذاری ہونگے۔

زراعتی بنکوں کے متعلق استفتاء

عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر کونسل کا ایک مراسلہ اور استفتا درج کیا جاتا ہے۔ علماءِ اسلام کے پاس پہلے یہ مراسلہ اور استفتا بھیجا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ مسلمانوں کی سقیم الحالی اور زراعت پیشہ لوگوں کی جو حالت ہے وہ عیاں ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اس مضمون پر مجتہدانہ رائے زنی ہمارے علماء کریں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ ہر قسم کی تحریریں الحکم میں شایع کر دی جائیں گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا تبصرہ یا **فتویٰ** بھی انشاء اللہ العزیز شایع کیا جائیگا۔ احمدی قوم کیلئے حضرت کا فتویٰ جو کچھ بھی ہوگا بہرحال واجب التعمیل ہے۔ سردست میں اصل مراسلہ مع استفتا درج کرتا ہوں۔

ایڈیٹر

علماءِ اسلام کے حضور نیاز نامہ

پس از سلام مسنون اسلام واضح رائے انور آنکہ۔

ہر ایک فرقہ اہل اسلام کے علمائے کرام اور مفتیان عظام غالباً اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ صوبہ پنجاب میں مسلمانوں کے ایک گروہ کثیر اور جم غفیر کا گذارہ اور اوقات بسری زراعت یا زراعتی کاموں پر ہی ہے۔ فیصدی ۸۵ سے نسبت کسی صورت میں کم نہ ہوگی۔ اور اگر دوسرے الفاظ میں کہا جاوے کہ پنجاب میں لفظ مسلمان زمیندار کو بھی شامل ہے۔ تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔

ساتھ ہی اسکے اس سے بھی غالباً علمائے کرام کا کثیر حصہ واقف ہوگا کہ بدقسمتی سے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت ہی پریشان اور قابل افسوس ہے باوجود ترقی کاشت اور وسایل آبپاشی وغیرہ کے بھی ان میں فیصدی ۵ء۱ بھی اصلی معنوں میں

آسودہ اور مرفہ الحال نہیں ہیں۔ گو اس کے اور بھی چند وجوہات ہوں۔ مگر ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان زمیندارہ گروہوں میں + (۱) سوائے زراعت کے کوئی اور شوق نہیں (۲) تعلیم اور تربیت نہیں + (۳) اپنی مدد آپ نہیں (۴) کفایت شعاری نہیں (۵) کسی قسم کی تجارت نہیں +

اگر گورنمنٹ مہربانی سے ایکٹ انتقال اراضی نمبر ۱۳۔ جاری نہ کرتی تو اب تک مسلمان زمینداروں کا رہا سہا کچھ مربھی نکل جاتا۔ اور کبھی کے اُن کے تکے بوٹیاں ہو جاتے۔ خوش قسمتی ہو گورنمنٹ نے وقت پر خبر لی اور کچھ نہ کچھ علاج ہو گیا +

ایکٹ انتقال اراضی کی موقت دست گیری سے زمینداروں میں مرتے مرتے جان آنے لگی ہے۔ لیکن جب تک مسلمان زمینداروں میں یہ اصول مدنظر نہیں رہیگا۔ کہ اس زمانے میں زراعت اور تجارت کی نسبت باہمی خطوط متوازی کی سی ہے۔ تب تک اُنکی حالت سدھری مشکل ہے باوجود اجرائے ایکٹ ۱۳ کے قرضوں کی ضرورت ہے۔ قرضے جس گراں اور برباد کن شرح اور سود پر ملتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ایک پیسہ فی روپیہ سے لیکر ۲ فی روپیہ ماہوار تک حساب جا پہنچتا ہے اور چلکانہ و کٹوتی و سود در سود اس سے علاوہ رہا فیصدی ۵ یا ۶ گھر بھی مسلمان زمینداروں کے اس دست برد سے بچے ہوئے نہیں اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں جس کی آبادی ۲۰۰ گھر کی بھی نہیں سالانہ سود ۵۰۰۰ تک جاتا ہے گورنمنٹ نے کمال مہربانی اور زمیندارہ ہمدردی کے خیال پر دنیا کے اور ملکوں جرمنی۔ مصر وغیرہ کی طرح اس صوبہ میں بھی زراعتی بنکوں کے کھولنے کی تجویز کی ہے۔ اور کمال فیاضی سے اس کام کے انصرام کے لئے ایک ہمدرد دیرینہ افسر مسٹر ولبرفورس صاحب بہادر رجسٹرار مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی نگرانی میں یہ کام چل رہا ہے +

یہ بنک زمیندارہ مختلف صورتوں میں گاؤں وار یا سرکل وار کھولے جا رہے ہیں۔ سکھ زمیندارہ جماعتوں میں تو یہ کام ایک خوبی سے چل نکلنے کی امید کیجاتی ہے۔ لیکن مسلمان جماعتوں میں چند اصولی یا فروعی۔ مذہبی اجتہادات اور اندرونی نفاق کی وجہ سے ہر پہلو سے روکیں حائل ہو رہی ہیں۔ جن سے کام اور کام کرنے والوں کی طاقت میں آئے دن وقتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے ایک اضطراری حالت پیدا ہو کر مایوسی کی پیشین گوئی کر رہی ہے۔ بایں حالات میں نے مناسب سمجھا ہے کہ نہائت ادب سے مسلمانی جماعتوں کے ہر ایک فرقہ کے گروہ علمائے کرام کی خدمت میں ایک استفتا پیش کروں۔ کیونکہ علمائے امت کی امداد اور دلی ہمدردی کے بغیر یہ عقدہ کشائی مشکل ہے +

مصلحائے قوم اور علمائے امت کا بیشک اعلیٰ فرض مسلمانوں کو دینداری اور عبادات تزکیہ نفوس کی جانب لے جانا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کی دنیوی اور اضطراری حالتوں اور مجبوریوں پر بھی غور کرنا اُن کا فرض ثانی ہے۔ اگر علمائے نامدار دیہات میں پھر کر مسلمان زمینداروں کی کس مپرسی اور ذلت کا نظارہ لیں تو بیشک اُن کے دل ہل جائیں گے۔ میں نے اپنی آنکھوں یہ حالتیں دیکھی ہیں اسواسطے مجھ سے نہیں رہا جاتا کہ میں خاموش رہوں میں امید کرتا ہوں کہ جس جس مولٰنا صاحب کی خدمت میں یہ عرضداشت پہنچے۔ وہ مسلمان زمینداروں کی ناگفتہ بہ حالت پر غور کر کے جواب شرعی اور حل اجتہادی سے مجھے سرفراز فرماویں تاکہ مجموعی طور پر ان سب فتاویٰ کی اشاعت باضابطہ ہو کر ایک بحث طے ہو جاوے۔ اگر ان تجویزوں کے علاوہ جو استفتا میں لکھی گئی ہیں کوئی اور سلیم تجویز گروہ علمائے کی رائے اور ذہن میں آسکے تو اس سے بھی مطلع فرمایا جاوے۔ یہ سوال کسی بحث کی غرض سے نہیں اُٹھایا گیا۔ بلکہ اس خاطر کہ شاید ہمارے علمائے کرام کی ہمت اور ہمدردی کی بدولت ان بے کساں زمینداراں پنجاب کے واسطے کوئی مفید راہ نکل آئے اور بے خبری میں یہ بار عظیم اکابران قوم کی گردن پر نہ رہے +

غم بہ بیں دست گریباں شبنمی پرسی چرا | چاک جیبم سود دامان شبنمی پرسی چرا
بربن بے پیرحم از احوال ما پرسید ثبت | زیست مشکل مرگ آسان شبنمی پرسی چرا
کشت امید کہ از دیدہ آتش زادہ بود | سر بسر پامال حرمان شبنمی پرسی چرا
خانہ من یک دو روز کیش زیں آبادبود | ایں زمان آن خانہ ویران شبنمی پرسی چرا

(خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور)

استفتاء

یہ تجویز کیگئی ہے کہ ان دیہات زمینداراں میں جہانکے زمیندار ان رضامند ہوں مندرجہ ذیل طریقوں سے زمیندارہ فنڈ یا زمیندارہ بنک کھولے جاویں + (الف) جسقدر ممبران کمیٹی میں داخل ہوں انکا نام درج رجسٹر کیا جائے۔ اور ان میں سے ہر ایک ممبر ہر فصل پر اپنی اپنی پیداوار میں سے بہ حساب فی من ایک ثار یا دو ثار غلہ اس فنڈ میں داخل کیا کرے۔ جو اُس کے نام سے جمع رہے (ب) یا یہ کہ بجائے غلہ کے پہلے سال یا پہلی فصل میں نقدہ چندہ حسب حیثیت اور حسب رضامندی لیا جائے اور پھر ہر سال یا ہر فصل میں پیداوار فصل پر فی من کے حساب سے یک ثار یا دو ثار غلہ یا فی ہل اور فی بوہا یعنی فی گھر پر کوئی رقم حسب حیثیت انکو وصول ہوتا رہے (ج) یا شاملات دیہ کی آمدنی اور آمدنی وصولی سالانہ اس کام میں بطور ایک مشترکہ سرمایہ کے لگائی جاوے۔ جس میں ہر ایک شامل ہونے والا ممبر حصہ وار حسب حصہ حقیت خود کے ہوگا +

(د) یہ ہر ایک قسم کا سرمایہ ایک خاص میعاد پانچ یا دس سال تک واپس نہیں لیا جاویگا +

(ہ) ایسے ہر ایک قسم کے سرمایہ میں سے وہی اشخاص قرضہ لینے کے مستحق ہونگے جو اس کے ممبر ہیں۔ سوائے رجسٹر شدہ ممبروں کے اور کوئی شخص قرضہ نہیں لے سکیگا +

(و) جو ممبر اس سرمایہ میں سے قرضہ لیگا۔ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اصلی رقم کیساتھ ایک شے زاید ادا کرتا رہیگا تاکہ سرمایہ میں ترقی ہوتی رہے۔ اور شے زاید یا نفع سود مروجہ سے عموماً ایک اور دس کی نسبت رکھے گا یعنی بہت ہی ہلکی اور معمولی منافعہ یا شے زائد کی ہوگی +

۱۔ مثلاً اگر کوئی ممبر ۵۰ نقد یا ۵۰ روپیہ کا غلہ لیوے تو فی روپیہ سالانہ یک ثار غلہ بطور نفع فنڈ کے دیا کرے یہ سرمایہ خاص زاید کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور اس میں ہر ایک ممبر حسب اپنے حصہ چندہ کے حصہ دار ہوگا +

۲۔ ثانیاً منافعہ کی کوئی شرح خاص مقرر نہ کیجاوے۔ لیکن ہر ایک قرضہ گیرندہ بر وقت ادائیگی رقم قرضہ کے ساتھ کچھ اضافہ یا کوئی شے زاید دیدیا کرے۔ مثلاً ۵۰ روپیہ کے ساتھ۔ ایک۔ دو۔ تین روپیہ وغیرہ وغیرہ دیدیا بعد بصورت عدم استطاعت کوئی شے زاید ادا کرنے کی قید نہ رہے +